خالی قبر کو مزار قرار دینا

سوال:

ایک مزار پر لوگ چادر پوشی و فاتحہ خوانی کرتے چلے آ رہے ہیں، آباءو اجداد سے اس کی حقیقت معلوم کرنے پر پتا چلا کہ اس کے اندر بزرگ کے تبرکات رکھے ہوئے ہیں، اس مصنوعی مزار کے گرد کئی سال قبل کچھ لوگوں نے چہار دیواری بنوا کر ٹین شیٹ ڈال دیا تھا۔ اب پھر سے اس چہار دیواری کو توڑ کر از سرِ نو اس کی تعمیر و گنبد اور اس مصنوعی مزار کو اونچا کرنے کا کام شروع ہے۔ اس مصنوعی مزار کے گرد چہار دیواری اور گنبد بنوانا اور چادر پوشی و فاتحہ خوانی کرنا اور اس کی تعمیر کے لیے چندہ دینا جائز ہے یا نہیں، دیگر یہ کہ تبرکات کے رکھنے کا مقام اور حکم کیا ہے، اسے مصنوعی مزار کے اندر ہی چھوڑ دیا جائے یا باہر نکالا جائے، مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں، (محمد ابو نصر، خطیب و امام جامع مسجد رابرٹس گنج سونبھدر یو پی)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَاب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب

آپ کے سوال سے یہ معلوم ہوا کہ ایک عرصہ تک اس جگہ کو مزار کی حیثیت حاصل رہی اور لوگ زیارت و فاتحہ کے لیے بھی آتے رہے، جن لوگوں سے آپ نے تصدیق کی، گویا وہ بھی اس حقیقت سے آشنا تھے اور اس تمام دورانیے میں وہ خاموش رہے۔ اُن کی ذمے داری تھی کہ لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرتے اور لوگوں کو روکتے، اُنہیں نہ روکنا گناہ پر اُن کی مدد کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱) ''وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ''۔

ترجمہ: ''گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، (المائدۃ:2)''۔

(۲): ''كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ''۔

ترجمہ: ''وہ (علماءِ بنی اسرائیل) برے کام سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے، وہ کیا ہی برا کام کرتے تھے، (المائدۃ:79)''۔

حدیث پاک میں ہے: ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِنَّهُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا عَمِلَ الْعَامِلُ مِنْهُمْ بِالْخَطِيئَةِ نَهَاهُ النَّاهِي تَعْذِيرًا، فَإِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ جَالَسَهُ وَآكَلَهُ وَشَارَبَهُ كَأَنْ لَمْ يَرَهُ عَلَى الْخَطِيئَةِ بِالْأَمْسِ، فَلَمَّا رَأَى اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْهُمْ ضَرَبَ بِقُلُوْبِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ، وَلَعَنَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

(جاری ہے۔۔۔)

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنَكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ''۔

ترجمہ:''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: تم سے پہلے بنی اسرائیل میں جب کوئی شخص گناہ کرتا، تو روکنے والا اُس کو سختی سے منع کرتا، پھر جب وہ اگلے دن اس کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا، تو اس کا ہمنوالہ و پیالہ ہو جاتا یعنی اس کا ہمنشین بن جاتا اور ساتھ بیٹھ کر کھاتا اور پیتا، گویا کہ اس نے کل گزشتہ اسے گناہ کرتے ہوئے دیکھا ہی نہ تھا، جب اللہ نے ان کی اس بدعملی کو دیکھا تو ان کے دلوں کو ایک دوسرے جیسا کر دیا یعنی ان کے دلوں میں برائی کے خلاف نفرت نہ رہی اور ان کے نبی حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانوں سے اُن پر لعنت کی، یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اور تم ضرور برائی سے لوگوں کو حق کی طرف راغب کرتے رہو گے، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کی طرح کر دے گا اور تم پر بھی اس طرح لعنت کرے گا، جیسے اُن پر لعنت کی، (مسند ابویعلیٰ: 5094)''۔ پس بعض ایسے لوگ جو اپنے گردوپیش یا دائرۂ اثر میں برائی کو روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں یا ابتدا میں روکیں اور پھر انہی لوگوں کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن جائیں، تو وہ لعنت کے حق دار قرار پاتے ہیں، حدیث پاک میں ہے:

''عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: أَنِ اقْلِبْ مَدِينَةَ كَذَا وَكَذَا عَلٰى أَهْلِهَا، قَالَ: إِنَّ فِيهِ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ: اِقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ، فَإِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ لِي سَاعَةً قَطُّ''۔

ترجمہ:''حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں پر اُلٹ دو، فرشتے نے عرض کی: (یا اللہ!) اُس بستی میں ایک تیرا ایسا بندہ ہے، جس نے کبھی پلک جھپکنے کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سمیت اس بستی کو اُن سب پر اُلٹ دو، پس (میری نافرمانی پر) اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے بھی ناگواری کے اثرات نہ آئے، (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَطُ لِلطَّبَرَانِی: 7661)''۔

تبرُّکات کی تعظیم وادب اپنی جگہ ہے، لیکن تبرُّکات ایک مقام پر جمع کر کے اسے قبر قرار دینا اور باقاعدہ مزار کی حیثیت دے کر چادر پوشی و فاتحہ خوانی کرنا بدعت ہے۔

امام اہلسنت امام احمد رضا قادری قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز سے سوال ہوا: ''کسی ولی اللہ کا مزار شریف فرضی بنانا اور اس پر چادر وغیرہ چڑھانا اور اس پر فاتحہ پڑھنا اور اصل مزار کا سا ادب ولحاظ کرنا جائز ہے یا نہیں''۔ آپ جواب میں لکھتے ہیں:

''فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز وبدعت ہے''۔

مزید سوال ہوا: ''زید نے ایک قبر فرضی اور مصنوعی، جس کا پہلے سے کوئی وجود نہ تھا، بنوا کر یہ بات مشہور کی کہ اس قبر میں امروہہ کے زین العابدین تشریف لائے ہیں، مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی ہے، ایسی روایاتِ کاذبہ سے اس قبر کی عظمت لوگوں کے سامنے بیان کر کے قبر پرستی کی طرف بلانے لگا، حتیٰ کہ اس میں اس کو کامیابی ہونے لگی اور بہت سی مخلوق اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔ اس قبر پر چادریں، مرغ، بکرے، مٹھائیاں، روپیہ، پیسہ چڑھانے لگے اور اپنی مرادیں اور منتیں اس قبر سے مانگنے لگے اور زید اس آمدنی سے متمتع ہوتا ہے، ایسے شخص کے واسطے شریعت کیا حکم لگاتی ہے''، آپ نے جواب دیا:

(جاری ہے۔۔۔)

’’قبر بلا مقبور (یعنی جس میں کوئی دفن نہ ہو) کی طرف بلانا اور اُس کے لیے وہ افعال کرانا گناہ ہے اور جبکہ وہ اس پر مصر ہے اور باعلان اسے کررہا ہے، تو فاسقِ معلن ہے اور فاسقِ معلن کو امام بنانا گناہ اور نماز پھیرنی واجب، اِس جلسۂ زیارتِ قبرِ بے مقبور میں شرکت جائز نہیں۔ زید کے اس معاملے سے جو خوش ہیں خصوصاً وہ جو مُمِدّ ومعاون ہیں، سب گناہ گار و فاسق ہیں، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ’’وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ‘‘، ترجمہ: ’’گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، (المائدۃ: 2)‘‘، بلکہ وہ بھی گنہگار ہیں جو روکنے کی طاقت رکھتے ہیں، مگر مصلحتاً خاموش ہیں، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ’’كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ‘‘، ترجمہ: ’’وہ (علماءِ بنی اسرائیل) برے کام سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے، کیا ہی برا کام وہ کرتے تھے، (المائدۃ: 79)‘‘۔ ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ’’جھوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم کرنا جائز نہیں‘‘۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد: 9، ص: 425، 426، 427، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تبرکات کو محفوظ رکھنے اور زیارت کے لیے کوئی اور مناسب انتظام کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ بعض اکابرِ اُمّت کے آثار و تبرُّکات محفوظ کیے گئے ہیں، ورنہ لوگ قبر بنا کر دوبارہ اسی عمل کو دہرائیں گے، جواب تک کیا جاتا رہا ہے۔ تابوتِ سکینہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے، جس کی برکت سے بنی اسرائیل کافروں پر فتح پاتے تھے: ’’بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ‘‘، ترجمہ: ’’اس میں آلِ موسیٰ وآلِ ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرُّکات ہیں، (البقرۃ: 248)‘‘۔

15 اگست 2023ء

مفتی منیب الرحمٰن
رئیس دارالافتاء دارالعلوم نعیمیہ، کراچی